۱۹۹۳ معارف رضا

تحریر: علامہ مفتی شبیر حسن رضوی
(شیخ الحدیث، جامعہ اسلامیہ روناہی۔ بھارت)

امام احمد رضا اور علوم عقلیہ

امام احمد رضا کی ذات والا صفات عالم اسلام میں محتاج تعارف نہیں۔ محققین ومحبین نے مختلف جہات سے قوم کے سامنے تعارف پیش فرمایا' لیکن حق یہ ہے کہ "حق تعارف کماحقہ" اب تک ادا نہ ہوسکا۔ میں اپنے اس دعوے کو بحمداللہ مبرہن کرسکتا ہوں۔ چونکہ تعارف وتعریف معرفت کی فرع ہے اور کسی شے کی جب تک معرفت صحیح نہ ہوجائے اس کی صحیح تعریف ومعرفت کیسے کرائی جاسکتی ہے مگر جب مقتدر محققین نے تعارف پیش فرمایا الحمداللہ فقیر کا بھی ایک مضمون "امام احمد رضا۔ بحیثیت منطقی وفلسفی" کے عنوان سے شائع ہوا بعض محبین نے اظہار خیال فرمایا کہ وہی مضمون مزید بسط وشرح کے ساتھ پھر شائع کیا جائے مجھ بے بضاعت کے لئے یہ امر بڑاہی دشوار عسیر کہ بڑے بڑے دانشوران قوم اور ماہرین زمانہ نے اس میدان میں تک ودو کی' سب نے قلم اٹھایا اور بالآخر انہیں کہنا پڑا کہ۔

ملک سخن کی شاہی تم کو رضا مسلم
جس سمت آگئے ہو سکے بٹھادیئے ہیں

مگر احباب کی خواہشات بقدر وسعت پوری کرنے کے لئے اور خادمین امام احمد رضا علیہ الرحمتہ کے شمار میں آنے کی خاطر امام موصوف کے کچھ منطقیانہ وفلسفیانہ زاویوں پر روشنی ڈالنے کی کوشش کروں گا فالحمدللہ رب العالمین

امام موصوف کو جس علم میں جس حیثیت سے بھی دیکھا جاتا ہے وہ اس فن کے امام بلکہ امام الائمہ نظر آتے ہیں۔ نحو ہو یا صرف' ادب ہو یا معانی وبیان' فقہ ہو یا اصول فقہ' حدیث ہو یا اصول حدیث' تفسیر ہو یا اصول تفسیر' منطق ہو یا فلسفہ' علوم جدیدہ ہوں خواہ علوم قدیمہ امام موصوف ان سارے علوم میں مقتدی وامام بلکہ بعض علوم میں موجد ومجتہد نظر آتے ہیں۔ آج تک سارے مناطقہ وفلاسفہ تدقیق کے نام پر جان دیتے رہے اور فضول تعمقات ولغویات کو تحقیق جانتے رہے حالانکہ تحقیق جس وصف کمال کا نام ہے سفہائے فلاسفہ اس سے کوسوں دور رہے۔ آیئے اب مناطقہ وفلاسفہ کی تحقیقات کا جائزہ لیجئے اور ان کے سفہ وجہل کا اندازہ لگاتے ہوئے امام احمد رضا کی فلسفہ ومنطق دانی سے موازنہ کیجئے۔

www.AlahazratNetwork.org

تعریف علم کی تحقیقی ترجیحات

مناطقہ نے علم کی تعریف کی ہے حصول صورہ الشئی فی العقل سے شی کی صورت کا عقل میں حاصل ہونے کو علم کہتے ہیں اور بعض نے یوں تعریف کیا ہے "الصورۃ الحاصلتہ فی الشی عندالعقل" عقل کے نزدیک چھپی ہوئی صورت کو علم کہتے ہیں۔ بعض نے یوں کہا کہ "قبول النفس لتلک الصورۃ یا قبول النفس الصورۃ الحاصلتہ صورت حاصلہ کو نفس کے قبول کرلینے کو علم کہتے ہیں۔ بعض نے یوں تعریف بیان کی الاضافتہ الحاصلتہ بین العالم و المعلوم عالم ومعلوم کے درمیان جو ربط و تعلق ہے اسی کو علم کہتے ہیں۔ یہ تعریف فلاسفہ یونان کی ایک جماعت نے کی ہے۔ اسی تعریف علم پر اعتماد کرتے ہوئے جاہلوں نے مولی تعالی عزشانہ کو جاہل کہدیا ہے نعوذ باللہ من ذالک تعالی اللہ عما یقول الظالمون علوا کبیرا ان سفہا کی تقریر ذلیل ورذیل یہ ہے کہ علم نسبت کا نام ہے اور نسبت دو چیزوں کے درمیان ہوتی ہے اور دو چیزیں آپس میں ایک دوسرے کی غیر ہوتی ہیں اب سوال یہ ہے کہ اگر باری تعالی اپنے آپ کو جانتا ہے تو وہی عالم، وہی معلوم حالانکہ عالم ومعلوم میں مغائرت ہوتی ہے اور باری تعالی کے اپنے آپ کو جانتے ہیں مغائرت نہیں لهذا وہ اپنے آپ کو نہیں جانتا اور جو اپنے آپ کو نہ جانے وہ بھلا دوسرے کو کیسے جان سکتا ہے؟ نعوذ باللہ من ذالک

ان سفہا کی دلیل ذلیل کا آسان جواب یہ ہے کہ یہی سوال ہمارا تم سے بھی ہے کہ تم اپنے آپ کو جانتے ہو کہ نہیں؟ اگر نہیں جانتے ہو تو یہ حکم کیسے لگارہے ہو کہ باری تعالی عالم نہیں ہے؟ اور اگر جانتے ہو تو تمہیں عالم، تمہیں معلوم اورعالم و معلوم میں مغائرت ہوتی ہے۔ اور تمہارے اپنے آپ کو جانتے ہیں، مغائرت نہیں لہذا تم اپنے آپ کو نہیں جانتے۔ اور جب اپنے آپ کو نہیں جانتے تو بھلا دوسرے کو کیا جان پاؤ گے؟ فما جوابکم فھوجوابنا۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ کیا تغائر اعتباری کافی نہیں؟ عالم ومعلوم میں تغائر اعتباری کافی ہے یہی نہیں بلکہ ضروری ہے اب چاہے تغائر اعتباری کے ساتھ تغائر ذاتی ہو یا نہ ہو۔ تیسرا جواب یہ ہے کہ علم کی یہ تعریف غلط ہے صحیح تعریف خاتم المحققین امام احمد رضا علیہ الرحمتہ والرضوان سے سنو!

امام احمد رضا کے نزدیک علم کی صحیح تعریف

آپ فرماتے ہیں فلاسفہ نے جو کہا کہ علم صورت حاصلہ عندالعقل کا نام ہے یہ غلط ہے ان سفہا نے اصل وفروع میں فرق نہ کیا۔ علم سے ہمارے ذہن میں معلوم کی صورت حاصل ہوتی ہے نہ کہ حصول صورت سے علم۔ علم وہ نور ہے جو شئے اس کے دائرے میں آگئی منکشف ہوگئی اور یہ

www.AlahazratNetwork.org

جس سے متعلق ہو گیا اس کی صورت ہمارے ذہن میں مرتسم ہوگی۔ جب فلاسفہ اپنے علم کو نہ پہچان سکے تو علم الہی کو کیا جانیں گے؟

حق سبحانہ تعالی ذہن وصورت' ارتسام ونور عرضی سب سے منزہ ہے اس کا علم حضور معلوم کا محتاج نہیں' اس کا علم حضوری وحصولی دونوں سے منزہ ہے اس کا علم اس کی صفت قدیمہ قائمہ بالذات لازم نفس ذات ہے۔ جو کیف سے منزہ ہے۔ وہاں چون وچراں کا دخل نہیں۔ ہم نہ اس کی ذات سے بحث کرسکتے ہیں نہ اس کی صفت سے۔ حدیث میں ارشاد ہے **تفکروافی الاء اللہ ولا تفکروافی ذات اللہ فتہلکوا** اللہ کی نعمتوں اور اس کے مظاہر وتجلیات میں فکر کرو اس کی ذات میں فکر نہ کرو کہ ہلاک ہوجاؤ گے۔ اس کی صفات میں فکر اس کی ذات ہی میں فکر ہے۔ اور ادراک صفات بے ادراک کنہ ذات ممکن نہیں۔ اور کنہ ذات کا ادراک مخلوق کو محال کہ **وھو بکل شی محیط** ہے اسے کوئی محیط نہیں ہوسکتا۔ لاجرم کنہ صفات کا بھی ادراک محال ہے"(۱)

قارئین کرام ملاحظہ فرمائیں کہ علم کی یہ تعریف ارسطاطالیس سے لیکر بوعلی بن سینا' ابونصر فارابی' محقق طوسی اور محمود جونپوری تک بلکہ سارے مناطقہ وفلاسفہ کے نزدیک مسلم تھی اور سارے مناطقہ میں دائرہ سائر تھی مگر امام المحققین نے ایک ہی جملہ میں یکلخت باطل وغلط ثابت کردیا کہ علم سے ہمارے ذہن میں معلوم کی صورت حاصل ہوتی ہے حصول صورت سے علم نہیں ہوتا۔ یعنی علم نہ ہو تو حصول صورت کیونکر ہوگا۔ یہ ہے امام المنطق والفلسفہ کی تحقیق کہ مناطقہ کی ساری تحقیقات پر پانی ڈال دیا۔

مقام تجدید میں تعریف انسان پر امام کا اعتراض

اب آیئے عقلائے روزگار کی تحقیق کو خاص مقام تجدید میں ملاحظہ فرمایئے سارے فلاسفہ نے انسانوں کی تعریف کی ہے۔ **"الانسان ھو حیوان ناطق"** انسان حیوان ناطق کو کہتے ہیں۔ اور حیوان کی تعریف کی ہے **"ھو جسم نامی حسلس متحرک بالا رادۃ"** حیوان جسم نامی متحرک بالارادہ کو کہتے ہیں اور متقدمین فلاسفہ نے ناطق کی تعریف مدرک کلیات وجزئیات سے کیا ہے منطق کی تمام کتابوں میں انسان وحیوان کی یہی تعریف ملتی ہے۔ انسان وحیوان کی اس تعریف پر متکلمین حضرات نے بہت سے اعتراض قائم فرمائے ہیں لیکن امام علم وفن نے جو معارضات وتحقیقات فرمائے ہیں وہ اپنی مثال آپ ہیں۔

آیئے مقتدائے روزگار امام احمد رضا کی بارگاہ میں اور ان کی بے مثل تحقیق ملاحظہ فرمائیں۔ اور سفہائے فلاسفہ ومناطقہ کے فضول تعمقات کا امام الفلسفہ والمنطق کی تحقیقات سے موازنہ کریں تاکہ یہ امر روز روشن کی طرح عیاں ہوجائے کہ یہ حمقائے روزگار فضول تعمقات و

www.AlahazratNetwork.org

تدقیقات کو تحقیقات جانتے تھے اور صرف اصطلاحات منطق وفلسفہ کا انہیں علم تھا ورنہ علم منطق وفلسفہ جس کا نام ہے اس سے محض جاہل تھے لاجرم یہ کہنا پڑتا ہے کہ اگر سفہائے فلاسفہ ارسطاطالیس، بوعلی بن سینا، اور محقق طوسی سے لیکر محمود جونپوری تک بلکہ سارے مناطقہ وفلاسفہ اپنے ہوں یا اغیار امام المنطق والفلسفہ سند [illegible] کے زمانہ میں ہوتے تو ان کے سامنے زانوئے ادب تہہ کرتے اور منطق وفلسفہ کا درس لیتے۔ بلکہ وہ مناطقہ وفلاسفہ جو تدقیقات وتعمقات میں پڑ کر جادہ مستقیم سے منحرف ہوگئے اگر حضرت امام موصوف سے انہیں شرف تلمذ حاصل ہوتا تو بہت ممکن تھا کہ وہ گمراہ نہ ہوتے۔

آپ فرماتے ہیں "شدت اختلاط وعدم تمائز بحد اتحاد نے سفہائے فلاسفہ کو دھوکہ دیا جو ہمیشہ تدقیق کے نام پر جان دیتے اور فضول تعمقات کو تحقیق جانتے ہیں وہ بھی کہاں خاص مقام تحدید ہیں انسان کی تعریف حیوان ناطق کر بیٹھے حالانکہ حیوانیت بدن کے لئے ہے کہ وہی جسم نامی ہے اور ناطق ومدرک روح ہے بلکہ خود حیوان ہی کی تعریف میں خلط ہے جسم نامی متحرک بدن ہے اور حساس ومرید روح۔"(۲)

اور آگے فرماتے ہیں "انسان کی حقیقت اس وقت تک فلاسفہ کو معلوم نہیں انسان کی تعریف کرتے ہیں حیوان ناطق اور حیوان کی تعریف کرتے ہیں جسم نامی حساس متحرک بالارادہ سے اور ناطق کی تعریف مدرک کلیات وجزئیات سے اگرچہ یہ بھی ان کے متاخرین کی رفوگری ہے ان سفہاء نے تو آوازوں پر حدود رکھی تھیں گھوڑا حیوان صاہل (ہنہنانے والا جانور)، گدھا حیوان ناہق (رینکنے والا جانور)، انسان حیوان ناطق (کلام کرنے والا جانور)

انہوں نے ناطق کا معنی مدرک کلیات وجزئیات گڑھے جسے اصلاً زبان عرب مساعد نہیں! خیر یوں ہی سہی۔ انسان نام بدن کا ہے۔ یا نفس ناطقہ یا دونوں کے مجموعے کا۔ اول ناطق نہیں کہ ادراک کلیات شان نفس ہے نہ کار بدن دوم حیوان نہیں کہ نفس ناطقہ نہ جسم ہے نہ نامی نہ ان کے نزدیک متحرک۔ سوم نہ حیوان ہے نہ ناطق کہ حیوان ولاحیوان کا مجموعہ لاحیوان ہوگا اور ناطق ولاناطق کا مجموعہ لاناطق ہوگا۔ غرضیکہ واقع میں کوئی ایسی شئے نہیں کہ جس پر حیوان ناطق بمعنی مذکور دونوں صادق ہوں یہ ہے خود ان کا اپنی حقیقت کے ادراک سے عجز

تنت زندہ بجاں جاں نہانی

تواز جاں زندہ جاں راندانی (۳)

امام کے نزدیک انسان کی صحیح تعریف

فرماتے ہیں:-

www.AlahazratNetwork.org

"حق یہ ہے کہ انسان روح متعلق بالبدن کا نام ہے اور روح امر رب سے ہے اس کی معرفت بے معرفت رب نہیں ہوسکتی۔ اس لئے اولیا ، فرماتے ہیں **من عرف نفسہ فقد عرف ربہ** جس نے اپنے نفس کو پہچانا اس نے ضرور اپنے رب کو پہچان لیا یعنی معرفت نفس اسی وقت حاصل ہوگی جب معرفت رب ہولے۔"(۴)

اور ایک دوسری جگہ فرماتے ہیں۔ سائل نے سوال کیا کہ "کیا حضور! حیوانات بھی ناطق ہیں؟" ارشاد فرمایا' بلاشبہ' پھر سوال کرنے والے نے عرض کیا کہ "انسان کو اور حیوانات سے تمیز ناطق ہی تھی۔ ناطق ہی انسان کی فصل ہے اور فصل کا دو جنسوں میں اشتراک محال؟" ارشاد فرمایا یہ تمیز کس کے نزدیک ہے جاہل فلاسفہ حمقاء کے نزدیک ہی جاہل شئے ناطق ہے۔ شجر' حجر' دیوار ودر سب ناطق ہیں نصّ ہے قابو **"قالوا انطقنا الله الذی انطق کل شئی"** اعضاء کہیں گے کہ ہم کو اس اللہ نے ناطق کیا جس نے ہر شے کو ناطق کردیا۔ اور نصوص کا ان کے ظواہر پر عمل واجب بلاضرورت ان میں تاویل باطل و نامسموع۔"(۵)

سبحان اللہ امام علم وفن نے جس طرح سفہائے فلاسفہ کی' کی ہوئی تعریف کو عقلاً باطل فرمایا اسی طرح یہ بھی ثابت فرمادیا کہ سفہائے روزگار کی' کی ہوئی انسانوں کی تعریف شرعاً بھی باطل وعاطل ہے۔

فخرالمحققین نے جس طرح فلسفہ قدیمہ کی شناعت وضلالت کو تحریر وتقریر سے باطل فرمایا یوں ہی فلسفہ جدیدہ کے مزخرفات کا بھی ابطال وازہاق فرمایا اور اپنی تحقیقات انیقہ سے یہ امر روز روشن کی طرح واضح فرمادیا کہ فلسفہ قدیمہ وجدید دونوں کو اصلاً عقل سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

آپ حضرات بخوبی جانتے ہیں کہ دور حاضر میں گردش زمین کا مسئلہ موجودہ تحقیق کی رو سے اتنا عام ہوگیا ہے کہ اس کے خلاف کوئی سننا پسند نہیں کرتا۔ اسکول کے ابتدائی طالب علم سے لیکر یونیورسٹی کے گریجویٹ اور یورپ کے بڑے بڑے سائنس دانوں تک سب اسی رنگ میں رنگے نظر آتے ہیں۔

امام احمد رضا اور رد گردش زمین

آیئے اب محقق بریلوی کی بارگاہ میں حاضری دیں جنہوں نے اس باطل نظریہ کی بیخ کنی یوں فرمائی کہ ایک ایسی ضخیم کتاب "فوزمبین در رد حرکت زمین" تصنیف فرمایا جس میں ایک سو پانچ دلائل قاہرہ سے حرکت زمین کا باطل وعاطل ہونا ثابت فرمایا ہے حکمائے یونان ہوں یا عقلائے یورپ سب کو دعوت عام ہے کہ امام احمد رضا کی تصنیف لطیف فوزمبین در رد حرکت زمین اور "معین مبین بہر دور شمس وسکون زمین" کا مطالعہ کریں ان دونوں سابوں میں گردش زمین کو

www.AlahazratNetwork.org

عقل کی روشنی میں باطل کیا گیا ہے اور امام موصوف نے کتاب مستطاب "نزول آیات فرقان بسکون زمین و آسمان" تصنیف فرمائی جس میں بہت سے دلائل شرعیہ قائم فرمائے کہ زمین و آسمان کا حرکت کرنا شرعاً باطل ومردود ہے۔ اور سکون زمین و آسمان پر جو شکوک وشبہات پیدا ہوتے ہیں سب زاہق و زائل ہیں کہ تار عنکبوت سے زیادہ اہمیت نہیں رکھتے۔

ایک مرتبہ ایک امریکی منجم پروفیسر البرٹ ایف پورٹا نے یہ پیشن گوئی کی کہ ۱۷دسمبر ۱۹۱۹ء کو چھ سیاروں کے اجتماع کے سبب آفتاب میں ایک بہت بڑا داغ ہوجائے گا جسے بغیر آلات کے دیکھا جائے گا۔ اس کی وجہ سے ممالک متحدہ میں خوفناک طوفان وزلزلے آئیں گے، سخت بارش ہوگی۔ زمین ہفتوں بعد اپنی اعتدالی حالت پر آئے گی۔ غرضیکہ اس نے قیامت کا ایک نمونہ پیش کردیا تھا۔ امام احمد رضا نے البرٹ کی پیشن گوئیاں جو محض اباطیل بے اصل تھیں ۱۷دسمبر کا لحاظ فرماتے ہوئے سترہ دلائل قاہرہ سے اس طرح باطل و بے بنیاد ثابت فرمادیا کہ اس کی پیشن گوئیاں خواب پریشان کے سوا کچھ حقیقت نہیں رکھتیں نہ تو اجتماع سیارات اس تاریخ کو ہوگا جس کا وہ مدعی ہے نہ ہی جاذبیت کوئی اصل و حقیقت رکھتی ہے بحمدہ تعالیٰ ایسا ہی ہوا جیسا امام المہندسین امام احمد رضا نے فرمادیا منجم البرٹ کی پیشن گوئیاں جھوٹ اور غلط ثابت ہوئیں۔

تیری شان عالمانہ نے یہ ظاہر کردیا
تجھ کو ہے زیبا امامت سیدی احمد رضا

فلسفہ جدیدہ کے ردوابطال سے متعلق آپ نے ملاحظہ فرمالیا اب آیئے فلسفہ قدیمہ کے کچھ مزعومات فاسدہ کا ابطال وازہاق ملاحظہ کریں۔

بطلان جزء لا یتجزی اور امام کا نظریہ حق

سارے فلاسفہ اس بات پر متفق ہیں کہ جزء لا یتجزی باطل ہے اس سے جسمی ترکیب نہیں ہوسکتی۔ جزء لا یتجزی ایسے جز کو کہتے ہیں کہ جس کی تجزی و تقسیم قطعاً "کسراً وہماً" فرضاً" کسی طرح نہ ہوسکے۔ سارے متکلمین اس بات کے قائل ہیں کہ اجسام کی ترکیب جزء لا یتجزی سے ہے فلاسفہ کے نزدیک جز لا یتجزی باطل ہے جسم فی نفسہ متصل ہے جز لا یتجزی سے جسم کی ترکیب نہیں ہوسکتی بلکہ جسم ہیولیٰ وصورت سے مرکب ہے ان فلاسفہ کے نزدیک جزء لا یتجزی کے ابطال کا مسئلہ ایسا ہے کہ سارے فلسفہ کی تعمیر جز کے بطلان پر مبنی ہے اسی لئے فلسفہ قدیمہ کی ساری کتابوں میں اس مسئلہ کو پہلے ذکر کرتے ہیں اور اس کے ابطال سے فلاسفہ اپنا مقصد کہ جسم ہیولیٰ اور صورت سے مرکب ہے، ثابت کرتے ہیں چونکہ فلاسفہ ہیولیٰ کو قدیم کہتے ہیں اور ہیولیٰ اور صورت دونوں میں تلازم ہے دونوں ایک دوسرے کے بغیر پائے نہیں جاسکتے۔ لہٰذا ہیولیٰ اور

www.AlahazratNetwork.org

صورت، دونوں قدیم ہیں چونکہ ہیولی اور صورت کے مجموعہ کو جسم کہتے ہیں لہٰذا جسم بھی قدیم ہے اور ان کے نزدیک خلاء محال ہے لہٰذا سارا عالم قدیم ہے یہی وہ مسئلہ ہے جس پر فلاسفہ سفہا کے صدہا کفریات مبنی ہیں۔ امام الفلسفہ امام احمد رضا "الکلمۃ الملھمۃ" کے اکیسویں مقام میں فرماتے ہیں کہ: "جزء لا یتجزی باطل نہیں ہے۔ یہ وہ مسئلہ علم کلام ہے جسے نہایت پست حالت میں سمجھا بلکہ اس کے بطلان پر یقین کلی کیا جاتا ہے۔ فلاسفہ اس کے ابطال پر چمک چمک کر دلائل حتیٰ کہ بکثرت براہین ہندسیہ قائم کرتے ہیں عقلی تمسک میں بیان ہندسیہ سے زیادہ اور کیا ہے؟ جس میں شک وتردد کو اصلاً" جگہ نہیں رہتی اور متکلمین ان کے دلائل کا جواب نہیں دیتے (بلکہ) اپنے سکوت سے ان کا لاجواب ہونا بتاتے ہیں تو گویا فریقین اس کے بطلان پر اتفاق کئے (ہوئے) ہیں۔ مگر بحمدہ تعالیٰ ہم واضح کردیں گے کہ اس کے رد میں فلاسفہ کی تمام حجتیں اور ہندسی براہین پادر ہوا ہیں۔"(۶) آگے چل کر بیان فرماتے ہیں کہ: "ہمارا مسلک فریقین سے جدا ہے۔ ہمارے نزدیک جزء لا یتجزی باطل نہیں خلافاً للحکماء لیکن دوجزؤں کا اتصال محال ہے خلافاً لظاہر ماعن جمہور المتکلمین۔

ظاہر ہے کہ اتصال غیر تداخل ہے تو وہ یونہی ممکن کہ ہر ایک میں شئی دون شئی یعنی جدا اطراف ہوں دونوں ایک ایک طرف سے باہم ملیں اور دوسری طرف سے جدا رہیں ورنہ تداخل ہوجائے گا اور جزء میں شئی دون شئی محال۔ تو وہ (یعنی جزء لا یتجزی) اپنی نفس ذات سے آبی اتصال ہے فلسفی کی تمام براہین ہندسیہ اور اکثر دیگر دلائل اس اتصال ہی کو باطل کرتی ہیں۔ وہ خود (یعنی اتصال جزء) ہمارے نزدیک نفس ملاحظہ معنی اتصال وجز سے باطل ہے۔" سبحان اللہ ..... امام المنطق والفلسفہ امام احمد رضا نے فلاسفہ کی تمام براہین وحجج کو ایک جملہ میں اڑادیا کہ اتصال جزئین محال ہے لہٰذا تقریر دلیل میں جو کہا کہ ایک جز کو دو جزوں کے درمیان فرض کریں--- یہ فرض--- فرض محال ہے۔ اور فلاسفہ کی ساری دلیلیں اتصال جزئین کو باطل کرتی ہیں نفس جز کا بطلان کسی بھی دلیل سے نہیں ہوتا ہے جزء لا یتجزی میں شئی دون شئی ہوتی ہی نہیں کہ تغائر جہتیں نکال کر انقسام کرو۔

متکلمین نے اثبات جزء کے سلسلے میں بہت کچھ کلام کیا ہے امام احمد رضا علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں "وہ ہمارے نزدیک تام نہیں اگرچہ ان میں بعض کو شرح مقاصد میں قوی بتایا۔"(۸)

فلسفہ کی کتابوں میں جزء لا یتجزی کے ابطال پر جو دلائل مذکور ہیں وہ کل انتیس (۲۹) ہیں۔ ان میں اگرچہ بعض بعض میں تداخل ہیں لیکن امام احمد رضا نے ایک ایک کا ایسا ابطال وازہاق فرمایا کہ فلسفی پھر کبھی مجال دم زدنی نہیں کرسکتا ان کے تمام شکوک وشبہات کا اس طرح رد فرمایا

www.AlahazratNetwork.org

کہ انکے پرخچے اڑادیئے نیز بعض ایسے شکوک وشبہات کو بھی ذکر کرکے رد فرمایا جوان فلاسفہ کے حاشیہ خیال میں بھی نہ تھے۔ عقل ونقل ورِوایت ودرایت ہر طریقے سے اپنی بات کو امام احمد رضا نے مبرہن فرمایا اور یہ ثابت فرمادیا کہ ماہرین زمانہ' فلسفیانہ زاویوں سے ہربات کو دیکھنے والے' ہر مسئلہ کو عقل کی روشنی میں تدقیق کی منزل پر لے جانے والے عقل سے کوسوں دور ہیں بلکہ طفل مکتب کا بھی درجہ نہیں رکھتے ہیں۔ یہ ہے امام علم وفن کی تحقیق کہ ہر منصف مزاج اور عقل سلیم کا مالک یہ پکار اٹھے کہ اگر بوعلی بن سینا ومحقق طوسی ان کا زمانہ پاتے تو زانوئے ادب تہہ کرتے۔ ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم

علوم عقلیہ میں امام کی تصانیف

امام احمد رضا نے علوم عقلیہ میں بہت سی کتابیں تصنیف فرمائی ہیں وہ کتابیں جو فہرست میں شائع ہوچکی ہیں' حسب ذیل ہیں۔

علم زیجات	۷کتابیں	اردو' فارسی	مستقل وحواشی
علم جفرو تکسیر	۱۱کتابیں	اردو' عربی' فارسی	مستقل وحواشی
علم جبر ومقابلہ	۴کتابیں	عربی'فارسی	مستقل وحواشی
علم مثلث' ارثماطیقی لوگارتھم	۶کتابیں	اردو' عربی' فارسی	مستقل وحواشی
علم توقیت' نجوم حساب	۱۶کتابیں	اردو' عربی'فارسی	مستقل وحواشی
ہیت' ہندسہ ' ریاضی	۲۸کتابیں	اردو' عربی'فارسی	مستقل وحواشی

فلسفہ ومنطق (۱) فوزمبین (۲) الکلمتہ الملہمہ (۳) معین مبین بہردور شمس وسکون زمین(۴) حاشیہ ملا جلال ومیر زاہد(عربی) (۵) حاشیہ شمس بازغہ (عربی) (۶) حاشیہ اصول طبعی (اردو) ان کے علاوہ بھی ان علوم وفنون میں کتابیں ہیں جن کی فہرست ابتک شائع نہیں ہوسکی ہے۔

حوالہ جات

(۱) ملفوظات اعلیٰ حضرت بریلوی ج۲ ص ۶۴-۶۵ مطبوعہ مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی

(ایضاً ج

۲۰) ملفوظات اعلیٰ حضرت بریلوی ج۲ ص ۶۵-۶۶ مطبوعہ مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی

(۴) ایضاً ص ۶۶

(۵) ایضاً ج ۴ ص ۹۱

(۶) الکلمتہ الملہمتہ از: امام احمد رضا خاں بریلوی ص ۱۰۵ مطبوعہ مکتبہ ضیاء السنتہ ملتان

(۷) ایضاً ص ۱۰۶

(۸) ایضاً

www.AlahazratNetwork.org